

اصل الاصول

(از عبد الحلیم ناظم صدیقی "مولوی فاضل" مدیر محدث و مدرس رحمانیہ)

بیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی لوجہ کی پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کا یہ مقام پڑھتے تھے۔

قولوا امننا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی
ابراہیم واسماعیل واسحق و یعقوب و
الاسباط وما اوتی موسیٰ و عیسیٰ وما اوتی
النبیون من رحمہم لانفرق بین احدہم
و نحن لہ مسلمون؛ پ ع آفر

مسلمانو! کہدو ہم اللہ پر ایمان اور اس حکم پر ایمان لائے جو ہماری
طرف آنا گیا اور جو ابراہیم، اسماعیل، اسحق، یعقوب اور ان کی اولاد
پر آنا گیا اور جو کچھ موسیٰ، عیسیٰ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے
بھیجے ہوئے انبیاء و پیغمبر گئے۔ ہم ان انبیاء میں سے کسی کے درمیان
تفریق نہیں کرتے۔ ہم خدا کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔

اور دوسری رکعت میں حضورؐ حسب ذیل آیت پڑھتے تھے۔

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواہ بیننا
و بینکم لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً
ولا یستخذ بعضنا بعضاً اریا با من دون
اللہ فان تولوا فقلوا اشہدوا باننا
مسلمون؛ پ ع ۱۲

اے پیغمبر! اے کتاب والو! آؤ لیے کلمہ کہ طرف جو ہمارے
اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ یہ کہ بجز اللہ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ
کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں اور ہم میں سے
کوئی خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو رب نہ قرار دے۔ پھر اگر وہ لوگ
حق سے اعراض کریں تو کہہ دو ہم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

دوسری روایت کے رو سے بھی آپ ایمان و اسلام کو مد نظر رکھتے تھے۔ پہلی آیت تشریح ایمان کی اور دوسری
اسلام کی حامل ہے۔ خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔

لنستلنہم اجمعین عما کفوا یعملون
اس آیت کے متعلق ابوالعالیہ کا قول ہے کہ وہ دو خصلتیں ہیں جن کے متعلق ہر شخص پوچھا جائیگا ایک تو یہ کہ وہ کس چیز کو پوجتا
تھا دوسری یہ کہ وہ رسولوں کو ماننا تھا یا نہیں؟ یعنی پہلی خصلت میں لا الہ الا اللہ کی شہادت کی تحقیق ہے اور دوسری میں
مذکورہ اللہ کی شہادت کی۔

صرف نے اپنے عقائد کی بنا اورادہ پر رکھی ہے۔ یہ بھی ضروری ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ارادہ حسب فرمان ایزدی صرف
ایک خدا کی عبادت کا ارادہ ہو۔ اسی طرح متکلمین نے اپنے عقائد کا دار و مدار اس غور و فکر کو بنایا جو علم کا مقتضی ہو۔ یہ بھی
ضروری ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ علم اس چیز کا علم ہو جسکی خبر رسول نے دی۔ اور غور و فکر بھی انہی دلائل میں ہوں جنہیں رسول نے
تایا۔ اور وہی اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں۔ ان شرائط سے معلوم ہوا کہ یہ بھی ضروری ہے اور وہ بھی ضروری۔ لیکن برخلاف

اس کے جس نے علم بغیر ارادہ یا ارادہ بغیر علم طلب کیا وہ قطعی گمراہ ہے۔ اور جس نے علم و ارادہ میں رسول کی پیروی کے بغیر انی میں کسی ایک کو طلب کیا تو وہ بھی گمراہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین میں اکثر لوگوں کا قول "دین اور ایمان دراصل قول، عمل اور اتباع سنت ہی کے نام ہیں" بالکل درست ہے۔

الغرض جو ظاہری اعمال میں اہل فقہ ہیں وہ ظاہری عبادات میں گفتگو کرتے ہیں۔ اور جو تصوف اور زہد والے ہیں وہ انسان کے قصد ارادہ میں کلام کرتے ہیں۔ اور جو اہل نظر و ملاحظہ کلام ہیں۔ نیز اہل حدیث میں سے جو لوگ اہل عقائد ہیں اور ان کے ساتھ لوگ علم، معرفت اور اس تصدیق میں بحث کرتے ہیں جو ارادہ کی اصل ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ عبادت میں قصد ضروری ہے اور قصد بغیر مقصود کے جو موجود ہے درست نہیں ہو سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ چیز ضروری ہے اور اسی لئے معبود اور اس چیز کی حس کے ذریعہ وہ معبود پوجا جاتا ہے معرفت اور پہچان از بس ضروری ہے۔ چنانچہ مشرکین و نصاریٰ اور گمراہوں میں جو لوگ ان کے مناہ ہیں بری بڑی عبادتیں اور بد اعتقاد کرتے ہیں۔ لیکن وہ عبادتیں یا تو غیر اللہ کیلئے ہوتی ہیں یا اللہ کے حکم کے خلاف ہوتی ہیں۔ اسلئے بالکل عبث بلکہ قطعی گمراہی کہی جاتی ہیں۔ کیونکہ جو قصد و ارادہ نفع بخش و مفید ہوتا ہے وہ جو حقیقت میں صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ارادہ ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی حقیقی عبادت وہی ہو سکتی ہے جو خدا کی مقرر کردہ شریعت کے مطابق کی جائے۔ بدعتیں اور نئی باتیں نکال کر اگر خدا کی پرستش کی جائے تو اس کو عبادت نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ صریح بدعت اور گمراہی ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ دین اسلام کا دائرہ صرف ان دو اصولوں پر ہے۔ کہ فقط خدا تعالیٰ کی پرستش کی جائے۔ اور اس کو اسی طرح پوجا جائے جس طرح کہ اس نے اپنی مقرر کردہ شریعت میں بیان فرمایا۔ بدعت و محدثات میں خدا کی عبادت ہرگز نہیں ہو سکتی۔

علم، معرفت اور تصوف ان میں ہر ایک کا دار و مدار صرف اس بات پر ہے کہ رسول نے جس چیز کی خبر دی ہے اس کی معرفت پیدا کی جائے۔ اور اس بات کی معرفت حاصل کی جائے کہ رسول کی تمام خبریں بالکل حق ہیں، یا اس وجہ سے کہ ہم جانتے ہیں کہ رسول جب کچھ کہتے ہیں تو حق ہی کہتے ہیں اور یہ ایسی تصدیق ہے کہ اسے ہر شخص مانتا ہے۔ یا اس سبب سے کہ اس خبر کی حقانیت اللہ تعالیٰ نے اپنی آجی آیتوں میں ظاہر کر دی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتاب اور میزان اتاری ہے اور لوگوں کو دنیا میں اور خود ان کی ذاتوں میں اپنی بے شمار نشانیاں دکھلا دی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کیلئے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ قرآن مجید بالکل حق ہے۔ اور اس کی فصل اور اس میں جو کچھ بیان کیا گیا اس کا تعلق عقائد و عملیات سے تھا۔ اس کے بعد ذیل کی فصل کا بیان ہے جو عملیات سے متعلق ہے۔

فصل دوم

رسول نے عملی باتیں بھی جن کا نام لوگ فروع، شرع اور فقہ رکھتے ہیں بنیات اچھے طور پر صفائی و راحت سے خود بیان فرمادیں چنانچہ کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں کیا

یا اس سے منع نہیں فرمایا یا اس کو حلال نہیں کیا یا اس کو حرام نہیں ٹھہرایا۔ یعنی ہر چیز کو اس کے متعلق جو حکم لگتا چاہئے نہایت صفائی سے بیان فرمادیا۔ خدا فرماتا ہے۔

آج سمجھتے تہا را دین مکمل کر دیا ز اس میں کسی چیز کی کمی نہیں رہی

اليوم اكملت لكم دينكم

دوسری جگہ ارشاد ہوا۔

مَا كَانَ لِحَدِيثٍ أَنْ يَقْتَرَىٰ وَلَكِنْ تَصَدِّقَ الَّذِي
بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً
لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ رباب نوٹ نمبر ۱

چوتھی جگہ فرمایا۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَنْبِيْهًُا بِالْأَنْعَامِ شَيْءٍ
وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝

چوتھی جگہ فرمایا۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَعَمَّكَ اللَّهُ
النَّبِيِّينَ مَذْهَبِينَ وَمَنْذَرِينَ وَأَنْزَلَ
مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ
فِي مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ۝

پانچویں جگہ فرمایا۔

ثُمَّ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فَالْمُؤْمِنُونَ
فِيهِ آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ (۱۳۷ ع ۱۳)

اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ خدا نے انبیاء کے ساتھ جس کتاب اسلئے اتاری ہے کہ جو کچھ لوگوں میں اختلاف ہو اس کا
یہ کتاب فیصلہ کر دے۔ فضیحا اسی طرح پانچویں آیت میں فرمایا کہ قرآن مجید کو بھی خدا نے اسی لئے اتارا ہے کہ جس چیز میں
لوگوں میں اختلاف ہو اس کو قرآن بیان کر دے۔

چھٹی جگہ فرمایا

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ
ذَٰلِكُمْ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ
ساتویں جگہ فرمایا۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ
حَتَّىٰ يَسْمُنَّ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ ۝

یہ قرآن کوئی تراشی ہوئی بات تو ہے نہیں بلکہ اس سے پہلے جو اس کتاب میں لکھی ہیں انکی تصدیق کرنا اللہ ہے اور ہر (ضروری) بات کی تفصیل
کرنا اللہ ہے اور ایمان والوں کیلئے ذریعہ ہدایت و رحمت ہے۔

اسے پیغمبر بستے تھے پر کتاب اتاری جو (دین کی) تمام باتوں کا بیان کرنا والا
ہے اور مسلمانوں کیلئے ہدایت و رحمت اور بشارت ہے۔

تمام لوگ ایک ہی گروہ تھے پس اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو خوشخبری دینے
والا اور ڈرانے والا بنا کر سموت فرمایا اور ان کے ساتھ حق سے لبریز کتاب
اتاری کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان اس چیز میں جس میں وہ اختلاف
کریں فیصلہ کر دے۔

قسم ہے میری ذات کی اسے پیغمبر! ہم نے تیرے قبل کی امتوں میں بھی
رسول بھیجے تو ان قوموں کے اعمال کو شیطان مزین کر دیا اور وہی
شیطان آج ان کا دوست ہے۔ اور ان لوگوں کیلئے دردناک عذاب
ہے تجھ پر صرف اسلئے کتاب اتاری ہے کہ تو ان کیلئے اس چیز کو بیان کر دے
جس میں وہ مختلف ہوئے اور اس غرض سے کہ یہ کتاب ایمان والی قوم کیلئے ہدایت و رحمت
ہو۔

اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ خدا نے انبیاء کے ساتھ جس کتاب اسلئے اتاری ہے کہ جو کچھ لوگوں میں اختلاف ہو اس کا
یہ کتاب فیصلہ کر دے۔ فضیحا اسی طرح پانچویں آیت میں فرمایا کہ قرآن مجید کو بھی خدا نے اسی لئے اتارا ہے کہ جس چیز میں
لوگوں میں اختلاف ہو اس کو قرآن بیان کر دے۔

جس چیز میں تم اختلاف کرو اسکا فیصلہ خدا کی طرف ہے (یہ کہو) وہی اللہ
میرا رب ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف لوٹوں گا۔

اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہدایت کرنے کے بعد اسے گمراہ نہیں کرتا یہاں تک کہ
ان کیلئے وہ چیز بیان کر دیتا ہے جس سے وہ لوگ بچیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے ان تمام چیزوں کو میان کر دیا جن سے انھیں بچنا چاہئے۔ جیسا کہ فرمایا
 وقد فصل لكم ولحم عليكم الا ما اضطررتم اليه اللہ تعالیٰ نے ان کی تفصیل کر دی جو تم پر حرام ہیں مگر جس کی طرف تم بیکرا ہو۔
 آٹھویں جگہ فرمایا۔ ع

فلن تنازعن في شئ فردوا الى الله والرسول ۵ اگر تم کسی بات میں جھگڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو۔
 یعنی، رجوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اللہ کی کتاب اور رسول کی سنت کی طرف ہوگا۔ یہاں اللہ
 تعالیٰ کا قول فان تنازعتم شرط ہے اور فعل سباق شرط میں نکرہ ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی چیز ہو اگر اس میں جھگڑا پڑ جائے
 تو اس کو اللہ و رسول کی طرف پھیرنا چاہئے۔ اگر اللہ اور اس کے رسول کا بیان جھگڑے کیلئے فیصلہ کن نہ ہوتا تو ان کی طرف
 پھیرنے کا ہرگز حکم نہ کیا جاتا۔ اللہ کیلئے تو ظاہر ہے کہ اس کا کلام سارا قرآن مجید ہی ہے۔ رہا رسول کا بیان تو اسے بھی فیصلہ
 کن ماننا ضروری ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب و حکمت دونوں نازل فرمائیں جیسا کہ اسکو قرآن
 میں متعدد جگہ ذکر فرمایا اور رسول اللہ نے بھی اپنی امت کو ان دونوں باتوں کی تعلیم دی جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔
 وعلّمهم الكتاب والحكمة
 یہ رسول انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں بھی کتاب و حکمت کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کی بیویوں کو اس
 کتاب و حکمت کا ذکر کرتے رہنے کا حکم فرمایا۔ ارشاد ہوا۔
 واذكركن ما تلى في بيوتكن من آيات اللہ التي آتتكم اور
 اللہ والْحِكْمَةَ۔ حکمت سے بیان کیا جاتا ہے اسے ضرور یاد کرتی رہو۔

اللہ کی آیتیں تو وہی قرآن کریم ہیں۔ اس لئے کہ نضر قرآن اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے آتا
 ہوا ہے تو وہ خود اپنے آباء کے لئے پر علامت اور دلالت ہے۔ اور حکمت سے کیا مراد ہے؟ اس کی تفسیر میں اکثر
 سلف مہاکمین نے یہی کہا ہے کہ وہ سنت ہے اور ایک باکمال گروہ نے اور اسکے علاوہ دوسرے حضرات نے بھی، کہا ہے کہ حکمت
 دین کی معرفت اور اس پر عمل کرنے کو کہتے ہیں۔ اسکی دوسری تفسیر میں بھی کی گئی ہیں جن میں ہر ایک حق ہے۔ غرض حکمت اس چیز کے

ع۔ علامہ رحمہ اللہ نے یہاں پر چوتھی آیتیں نقل کی ہیں۔ ان میں اوپر کی تین آیتیں اس امر کو اچھی طرح ظاہر کر رہی ہیں کہ اسلام زمانہ
 نبوی میں مکمل و منضج ہو چکا تھا اس میں کسی چیز کی مذہبی و اسلامی حیثیت سے کسی نہیں رہی۔ یا تو خود قرآن نے صراحتاً بیان کیا یا کنائفاً
 بیان کیا ہے احادیث رسول نے مفصل کر دیا۔ اب حدیث و قرآن کے بعد ہمارے لئے مذہبی حیثیت سے کسی تیسری چیز کی ضرورت
 نہیں۔ اس امر پر خود علامہ آگے بحث کریں گے اسکے بعد کی تمام آیتوں سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام اختلافات کو سب سے
 پہلے قرآن سے اس کے بعد حدیث سے فیصلہ کرنا چاہئے۔ آج مسلمانوں میں جس قدر فرقہ بندیوں ہیں اگر قرآن و حدیث کو مرکز
 بنایا جاتا تو ہرگز اختلافات کی علیحہ و علیغ نہ ہوتی۔ اور ان فرقہ بندیوں کا جس نے اسلام کو بہت کچھ نقصان پہنچایا ہے۔ قطعی خاتمہ
 ہو جاتا۔ کاش آج بھی مسلمان توجہ کریں۔ اور قرآن کی اس صحیح پکار پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنی تمام فرقہ بندیوں اور سارے لاجینی
 مذہبی جھگڑے چھوڑ دیں اور قرآن و حدیث لیکر خالص مسلمان بن جائیں۔ مترجم

اور میان جس کا حکم دیا گیا اور جس سے روکا گیا ہے اور حق و باطل کے درمیان تیز دینے اور باطل کے خلاف حق کی تعلیم دینے پر مشتمل ہے اور یہی نوعیت ہے جس کے ذریعہ حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا گیا اور اعمال حسنة اور افعال قبیحہ سے اور خیر شریعت سے امتیازی طور پر بیان کر دینے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت آئی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔

ترککم علی البیضاء لیدم انہم اذہا لایذہم میں نے تم کو ایک روشن سنت پر چھوڑا ہے جس کی روشنی کا یہ حال ہے کہ اسکی بات اسکی طرح ہو اس میرے بعد صرف ہلاک ہو گیا اور کچھ نہ ہو

حضرت عرو بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کا کلام مروی ہے۔ اور یہ چیز حدیث و آثار میں بہت زیادہ ہے جس کو لوگ ان کتابوں میں ذکر کرتے ہیں جو میں نے ذکر کر کے جانے ہیں جیسا کہ سنت کے متعلق تصنیف کرنے والے متعدد حضرات مثلاً ابن

الکلبی، طلحہ بن اوسان کے قبل کے مصنفین مثلاً اصحاب احمد بن حنبل، عبداللہ، اشرم، حرب، کوفی اور غلال وغیرہ اسی کے مثل ذکر کرتے ہیں۔ یہاں پر مقصود اسی کی تحقیق ہے۔ بلاشبہ کتاب و سنت دین کے تمام امور کو پورا کئے ہوئے ہیں۔ یہاں اجماع امت

تو وہ بھی فی نفسہ حق ہے امت کا اجماع مگر ایسی چیزیں ہو سکتا۔ اسی طرح قیاس صحیح بھی حق ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کو عدل کے ساتھ مبعوث فرمایا اور کتاب کے ساتھ میزان اتاری۔ میزان عدل کو اور عدل سے جو کچھ بچا جاتا ہے سب کو

شامل ہے۔ کتاب کے ساتھ میزان اتارنے کی تفسیر اس طرح بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر اسکی معرفت کا الہام کیا۔ اللہ اور اس کا رسول دو مثل جنوں کے درمیان مساوات پیدا کر دیتا ہے اور دو مختلف چیزوں کے درمیان فرق کر دیتا ہے

اور اصل یہی قیاس صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہر ایک مثال ذکر کی اور قیاس صحیح کو بیان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جن مثالوں کو حق سے بیان کیا ہے وہی قیاس صحیح ہے۔ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ قیاس صحیح کیلئے نص کی مطابقت ضروری ہے۔ کیونکہ میزان

کتاب کے مطابق ہوتی ہے۔ نیز خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ جو کچھ اللہ نے اتارا ہے اسی سے فیصلہ کرے اور یہی حکم کیا کہ عدل سے فیصلہ کرے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ خدا نے کتاب اتاری جسے یقیناً عدل و انصاف کے ساتھ اتارا۔ خدا فرمایا ہے۔

وان احکم بینہم بما انزل اللہ وان حکمت اے پیغمبر! ان کے درمیان اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اتارا ہے اسی کے ساتھ فا حکم بینہم بالقسط فیصلہ کر اور اگر تو فیصلہ کرے تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر۔

رہا اجماع امت تو یہ بھی حق ہے۔ خدا کے فضل سے امت محمدیہ کسی گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے بھی اس امت کی یہ صفت کتاب و سنت کے ذریعہ ذکر کی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تا صون تم لوگ بہترین امت ہو جو لوگوں کیلئے پیدا کی گئی جو تم اچھی باتوں کا بالمعروف و تقویٰ عن المنکر و تو ممنون باللہ۔ حکم کرتے اور بری باتوں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس امت کی یہ خاص صفت ہے کہ ہر اچھی بات کا حکم کرتی اور ہر بری بات سے روکتی ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اس امت کے پیغمبر کی بھی یہی صفت بیان کی۔ فرمایا۔ الذین یجدونہم کتبوا عندہم فی التورۃ والانجیل یا مرہم بالمعروف وینہاہم عن المنکر یہ وہ پیغمبر ہیں جس کے پاس وہ لوگ اس چیز کو پاتے ہیں جو ان کے پاس توراہ و انجیل میں لکھی

ہوتی ہے۔ یہ رسول انھیں اچھی باتوں کا حکم کرتا اور بری باتوں سے روکتا ہے۔ (باقی آئندہ)